© rasailojaraid.com

حرمین الشریفین کے سفر نامے اور بلوچستان

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی (کوئٹہ بلوچستان شاخ)

بلوچستان کے اہل قلم اور اہل دل کے یہ مختصر اور کہیں طویل سفر نامے (یا حج نامے) اردو، عربی، فارسی، بلوچی اور براہوئی (مع سندھی، انگریزی) میں تحریر کیے گئے ہیں۔ عہد حاضر کی تحدیات کے تناظر میں پروفیسر انور رومان کی تحریر "محسن انسانیت اور ہم" (ص ۴ تا ۶) نہایت جامع ہے اور مسلمانان عالم کے لیے ایک لائحہ عمل ہے۔

مسائل سفر اور حج (اردو)

اس کے مؤلف حاجی دولت علی کوئٹہ تھے۔ آپ چشمہ (نزد کوئٹہ) میں مقیم حضرت چشموی نقشبندی کے مرید تھے اور ان کی جملہ تصانیف کی اشاعت کے اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔ ویسے نام و نمود کی خواہش نہیں تھی۔ خود بھی تصنیف و تالیف سے شغف تھا۔ پنجاب یونیورسٹی سے گریجویٹ تھے۔

موجودہ کتابچہ چھتیس صفحات پر مبنی ہے۔ اس پر سن اشاعت اور مطبع کا نام درج نہیں۔ حاجی دولت علی کئی بار حرمین شریفین اور دیار حبیب ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے آخر کار اسی دیار پاک کے ہو رہے۔

یہ حاجی دولت علی کی مسافرت کا نچوڑ ہے۔ حجاج کرام کے لیے اس کا مطالعہ اہمیت و وقعت کا حامل ہے۔ طرز بیان اتنا متاثر کن ہے کہ قاری اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روزنامچے (قلمی، اردو)

حضرت الحاج غلام دستگیر القادری ناشاد (فخر کشمیر) (۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء۔ ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء) رہنما تحریک پاکستان، امیر المجاہدین جہاد آزادی کشمیر، عالم با عمل، صوفی باصفا، دانشور، شاعر اور ادیب نوبار حج بیت اللہ شریف اور دیار حبیب ﷺ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوئے۔ آپ نے اپنے روزنامچوں میں جدہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات کے تاریخی وروحانی احوال وحالات دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر قلمبند کیے ہیں۔ آپ کی تحریریں عقیدت و محبت کی رداء اوڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی دعائیں انفرادی سے زیادہ اجتماعی ہیں.

انداز بیان پر سوز، شگفتہ اور متاثر کن ہے۔ روحانی کیفیات سے دل و دماغ اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہتے.

حرمین شریفین اور دیار حبیب ﷺ کی زیارتوں کے موقعہ پر آپ نے، اپنے خیالات جوش وجذبہ کے ساتھ فارسی اور اردو میں بھی پیش کیے ہیں۔ جن کا ذکر ان کے کلام کے مجموعوں (مثلا پیر مغاں، کوئٹہ ۱۹۸۰ء) اور "سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں" (ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۹۷) میں ملتا ہے.

یہ روزنامچے قلمی صورت میں آپ کے لخت جگر سہ ماہی دستگیر، کوئٹہ کے مدیر اعلیٰ اور حضرت غلام دستگیر اکادمی پاکستان کے روح رواں اور ناشاد پبلشرز کوئٹہ کے کرتا دھرتا سلطان ارشد القادری کی ذاتی لائبریری میں محفوظ ہیں.

سفر حجاز مقدس (قلمی، اردو) رپورتاژ

سلطان العارفین حضرت محمد سلطان باہو اور الحاج غلام دستگیر القادری ناشاد کے خاندان کے ایک نامور محقق اور دانشور پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی جو کئی کتابوں کے مصنف و مولف ہیں دوبار (۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۷) حج بیت اللہ اور دیار حبیب ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ نے جوش و جذبہ سے تاریخ وار رپورتاژ تیار کیا ہے جو غیر مطبوع ہے۔ مناسک حج کی ادائی کے ساتھ ساتھ وہ اپنی وجدانی کیفیات بھی بیان کرتے ہیں۔ تاریخی پس منظر ہمیں بہت کچھ دے جاتا ہے۔ یہ رپورتاژ سر شاری کی کیفیت سے لبریز ہے۔ اور غیر مطبوعہ صورت میں ڈاکٹر سلطان الطاف علی کی ذاتی لائبریری کوئٹہ میں موجود ہے۔

بازیافت (رپورتاژ سفر حجاز اردو)

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی کئی سال تک محکمہ تعلیم بلوچستان سے وابستہ رہے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔

آپ کا یہ رپورتاژ سہ ماہی دستگیر' کوئٹہ (خصوصی شمارہ جلد نمبر ۶ شمارہ ۱ تا ۴) میں شائع ہوا ہے۔ (ص ۲۱ تا ۴۸)

آپ کا یہ رپورتاژ بہت دلچسپ' معلومات افزا اور روح پرور ہے اس میں قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال و اشعار سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

محسنِ انسانیت اور ہم

پروفیسر محمد انور رومان نہ صرف بلوچستان بلکہ پاکستان کے ایک نامور محقق' دانشور' تاریخ دان' اور ماہر تعلیم ہیں۔ آپ پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف' مؤلف اور مترجم ہیں۔

آپ ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء میں حج بیت اللہ شریف اور دیار حبیب ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ اس عظیم سفر سے واپسی پر آپ نے سب سے پہلے ۷ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ جون ۱۹۹۳ء کو ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتاب سیرت پاک ﷺ کی خوشبو (لاہور' ۱۹۹۳ء ۱۹۹۶' ص ۱۳ تا ۱۵) کے لیے "محسنِ انسانیت اور ہم" تحریر کیا۔ جو بہت اثر پذیر ہے۔ اور دل و دماغ کو ایسے متاثر کرتا ہے کہ قاری عمل کی جانب مائل ہوتا ہے۔ اس سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مسجد نبوی ﷺ قدیم وجدید فن تعمیر کا ایک نادر اور جاذب دل و نگاہ نمونہ ہے اور اس کا مجموعی تاثر اسلامیت سے مالا مال ہے۔ اس کی محرابیں' منبر' ماذنہ' ستون' مینار' فرش' دروازے' صفائی ستھرائی' آب زمزم کی باافراط فراہمی' صناعی' میناکاری سب قابل دید اور کشش انگیز ہیں۔ اس کے غسل خانوں اور وضو خانوں کا نظام اپنی نظیر آپ ہے۔ اس کا زیر زمین ایر کنڈیشنر دنیا کا سب سے بڑا ایر کنڈیشنر ہے۔ اس میں ہوا اور روشنی کا انتظام لاجواب ہے۔ اس میں سال بھر عقیدت مندوں کے ہجوم لگے رہتے ہیں جو ایام الحج میں اپنی انتہاء کو پہنچ جاتے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے آنے والے مسلمان وفورِ شوق سے جوق در جوق اشکبار آنکھوں اور رقت قلب سے سلام پیش کرتے ہوئے روضہ رسول ﷺ کے سامنے سے دیوانہ وار گزرتے ہیں لیکن مصداق:

مارا گلے از روئے تو چیدن نہ گزارند
چیدن چہ خیال است کہ دیدن نہ گزارند

اصحاب صفہ رضی اللہ عنھم' ماذنہ بلالؓ' منبر رسول ﷺ اور ریاض الجنۃ پر شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے رہتے ہیں۔

لیکن جب یہ مسجد سن ایک ہجری میں تعمیر کی گئی تھی تو یہ بالکل سیدھی سادی عمارت تھی۔ محراب' منبر' چھت اور فرش سے بے نیاز۔ اس میں چراغ کی روشنی تک نہ تھی' نہ گرمی سردی سے بچاؤ تھا' نہ بارش سے۔

لیکن اس میں جو ہستی متمکن تھی وہ بلاشک و شبہ دنیا کی عظیم ترین ہستی تھی۔ اتنی واسع الاخلاق کہ بد سے بدتر آدمی بھی ان کے پاس بیٹھ کر موم کی طرح پگھل جاتا تھا اور اٹھتا تھا تو ایک سراسر مختلف اور نئے آدمی میں ڈھل کر۔

اتنی انسان دوست کہ ایک میلے کچیلے مزدور کے ہاتھوں کو مس کرتی تھی تو اس کی لکیریں شب چہاردہم کی شعاعوں کی طرح جگمگا اٹھتی تھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسی گیتی نواز کہ پوری روئے زمین کو اپنی مسجد قرار دیتی تھی۔

اتنی مقلل الکثیر کہ دشمنوں کے غول کے غول ان کے سامنے کھجور کی سوکھی ٹہنی کی طرح سکڑ جاتے تھے۔

اتنی مکثر القلیل کہ ان کے معدودے چند ساتھی ان کی قیادت میں گھنگھور گھٹاؤں کی طرح فضاؤں میں چھا جاتے تھے۔

ایسی مثبت الاقدام کہ لوگوں کے اکھڑے ہوئے قدموں کو پہاڑ کی طرح جما دیتی تھی۔

آج کے عرب کی سب ریل پیل اسی ہستی بے پایاں کا فیض ہے۔

وہ فرد واحد، وہ مرد یکتا، وہ گوہر یک دانہ، وہ در یتیم، وہ محسنِ انسانیت ﷺ آج کرہ ارض کے سوا ارب انسانوں کی صورت میں رواں دواں ہے۔

محسن انسانیت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانا ہی "سیرت پاک ﷺ کی خوشبو" کا ماحصل ہے۔

معطر ہے دو عالم یا محمد ﷺ کیسی خوشبو ہے
کھلا ہے کیا کوئی حلقہ تری زلف معنبر کا

ترغیب الحجاج (بلوچی)

مولانا حضور بخش جتوئی مترجم قرآن مجید بلوچی کی حیثیت سے بہت شہرت کے مالک ہیں۔ آپ شیخ البلوچستان مولانا محمد فاضل درخانی (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء ۔ ۱۳۱۴ھ تا ۱۸۹۶ء) کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔

قرآن مجید کا یہ پہلا بلوچی ترجمہ ہے جو جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ میں مکمل ہوا اور ۱۳۲۹ھ میں ۱۲۲۴ صفحات پر مبنی ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر ڈھاڈر بلوچستان سے شائع ہوا۔

آپ چالیس کے لگ بھگ کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں۔ آپ نے کئی دینی کتب جیسے 'قدوری (امام ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر ۳۶۲ھ / ۹۷۲ء ۔ ۴۲۸ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۰۴۳ء)' شمائل شریف (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی ۲۰۹ھ ۸۲۴ء۔ ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء) اور خلاصہ کیدانی (لطف اللہ نفلی، سن پیدائش و وفات دستیاب نہیں) وغیرہ کا بلوچی میں ترجمہ کیا۔

ترغیب الحجاج اسم بامسمّٰی ہے۔ اس کا نام فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر بلوچستان ۱۹۴۸ء میں درج ہے اور قیمت پانچ روپے تحریر ہے۔

فی الفراق (منظوم براہوئی)

بلوچستان کے عظیم بزرگوں میں ایک اہم شخصیت شیخ بلوچستان علامہ فاضل درخانیؒ (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء۔ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) کے عہد کے ایک جید عالم اور شاعر ملک داد بن آوین غرشین کی روایت کو قائم و دائم رکھتے ہوئے نہ صرف براہویوں کے دلوں کو ایک بار پھر نور اسلام سے پابندہ کیا' بلکہ عالموں' فاضلوں' مفسروں اور مبلغوں' کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا جس نے بلوچستان پر عیسائیت کی یلغار کو ہر طرح سے ناکام بنا دیا۔ اس گروہ میں علامہ محمد عمر دین پوری (م ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۷ء) کا نام نامی سر فہرست تھا۔

علامہ محمد عمر دین پوری بیک وقت مصنف' مبلغ' مترجم' مفسر' مؤلف اور فنکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عملی سیاسی کارکن بھی تھے۔ آپ نے اڑتالیس کتب براہوی زبان میں تصنیف و تالیف کیں اور اس اعتبار سے وہ براہوی کے سب سے بڑے مصنف ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوی زبان کا ترجمہ (۱۴۳۸ صفحات' ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء میں طبع ہوا) ہے۔ جس کی شستگی کی تعریف کی گئی ہے۔

'فی الفراق' پہلی مرتبہ بتیس صفحات پر مشتمل ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں اسٹیم پریس لاہور میں چھپی اور علامہ محمد عمر دین پوری (مصنف) نے اسے خود شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن چالیس صفحات پر مشتمل ۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو فقیر غلام حیدر بروہی نے اسٹینڈرڈ پریس سکھر میں چھپوا کر دین پور تعلقہ شکارپور سے شائع کیا۔

"فی الفراق" میں علامہ محمد عمر دین پوری نے حج بیت اللہ کے واقعات و تاثرات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان کیے ہیں۔ باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا ہے۔ حجر اسود کا بیان کچھ اس انداز سے ہے کہ اس گنہگار کی خوش بختی ہے کہ آج وہ اس عظیم و متبرک پتھر کو بوسہ دے رہا ہے جس کو حضور پاک سرور کائنات ﷺ کے مبارک و متبرک لبوں نے بوسہ دیا تھا"۔

علاوہ ازیں حج بیت اللہ' صفا و مروہ' احرام' مزدلفہ' منیٰ' غار ثور' غار حرا' مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت گاہوں کا ذکر موجود ہے۔

"فی الفراق" میں حمد و نعت بھی شامل ہیں۔ سرور کونین ﷺ کی یاد اقدس میں فراقیہ اشعار موجود ہیں' عنوانات کچھ یوں ہیں:

۱۔ شافی روز محشر رسول ﷺ کو میں ہر گھڑی یاد کرتا ہوں۔

۲۔ باری تعالےٰ نے اپنے نبی ﷺ پر اپنی رحمت اور اپنا فضل نازل کیا۔

۳۔ سب سے افضل شان حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔

۴۔ آؤ ہم نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں (فضیلت درود شریف)۔

۵۔ مدینہ منورہ کے صدقے جاؤں (دوسرے شہروں کے مقابلہ میں مدینہ منورہ کی فضیلت)۔

۶۔ میرا دین و ایمان آپ ﷺ کے حوالے۔

۷۔ درود شریف پڑھنے والے کو ہر غم سے نجات ملی۔

۸۔ بے شک فضل رب کا اور شفقت مصطفیٰ ﷺ کی۔

۹۔ اگر دنیا میں نبی کریم ﷺ کا ظہور اقدس نہ ہوتا۔ دنیا میں دن کے وقت روشنی نہ ہوتی۔

ان عنوانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف سچے عاشقان رسول ﷺ میں سے تھے۔ اسی لیے ان کے نعتیہ اشعار دل کی گہرائی اور گیرائی سے صفحہ قرطاس پر رقم ہوئے ہیں۔

معلم الحج (عربی' فارسی' اردو' براہوئی' سندھی' انگریزی)

حاجی گل محمد نوشکوی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ معلم الحج' دو سو چالیس صفحات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر مبنی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ / ۶ مارچ ۱۹۶۰ء کو مکمل ہوئی۔ یہ کتاب سعید آرٹ پریس حیدر آباد میں چھپی اور مؤلف نے اسے خود نوشکی بلوچستان سے شائع کیا۔ اس پر سن طباعت درج نہیں ہے، مگر آپ نے اپنی دوسری تالیف پاسکنادور (براہوئی، مطبوعہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء) میں اس کی اشاعت کا سن ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء تحریر کیا ہے۔

کتاب اسم با مسمی ہے۔ اس میں مناسک حج چھ زبانوں عربی، فارسی، اردو، براہوئی، سندھی، انگریزی میں درج ہیں۔

اس کتاب میں مناسک حج کے علاوہ مقامات مقدسہ کی دعائیں تحریر ہیں جو اس قسم کی اکثر کتابوں میں ملتی ہیں۔

ایک عنوان 'بول چال' ہے۔ جس کا پھیلاؤ ۲۰۵ سے ۲۳۳ صفحات تک ہے۔ اس میں عربی الفاظ کے بالمقابل براہوئی، سندھی اور اردو مطالب درج ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوی نے اپنی کتاب "بلوچستان میں دینی ادب" (قلمی، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء، ص ۳۲۸) میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ترتیب و تدوین اور موضوع کے لحاظ سے بے حد معلوماتی ہے اور انداز بیان دلکش ہے"۔

رفیق راہ مدینہ (براہوئی)

حاجی گل محمد نوشکوی نے اس منظوم کتاب میں ایک دوست کی تعریف کی گئی ہے۔ جو حج کے لیے ہمراہ گیا تھا۔ کتاب میں دوست کے خطوط بھی درج ہیں۔ کل صفحات ۶۴ ہیں۔

گلدستہ حکیم موسوم بہ سفر حجاز (فارسی)

اس کتاب کے مصنف کا نام محمد عبداللہ اور تخلص حکیم تھا۔ عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کلام سے بھی۔ یہی مترشح ہوتا ہے۔ کانڈل تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(حدود چھاؤنی ایبٹ آباد) میں سکونت پزیر تھے۔ اپنی تعلیم وہیں مکمل کی۔ عرب، حبش، سوڈان، یمن اور ہندوستان کی سیاحت کے بعد بلوچستان آکر پہلے لورالائی اور پھر مستونگ میں مقیم ہوے۔

آپ نے حج بیت اللہ سے مشرف ہونے اور تین سال تک عرب میں رہنے کے بعد ایک رسالہ گلدستہ حکیم، عرف 'سفیر حجاز' لکھا۔ جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار نے مطبع عزیزی لاہور سے طبع کروایا۔

جن دنوں محمد عبداللہ حکیم مستونگ (کوئٹہ سے کراچی تفتان۔ سرحد ایران کی جانب ۳۲ میل ۵۱ کلومیٹر) میں مقیم تھے۔ تو وہاں میر سرفراز خان ساکن قصبہ محمد شہی جو سیستان کے علاقہ رباط میں دفعدار تھے دو ماہ کی رخصت پر آئے اور ہر وقت آپ سے ملک عرب، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ ان حالات و واقعات میں ان کی دلچسپی اس قدر بڑھی کہ انہوں نے محمد عبداللہ حکیم سے انہیں قلمبند کرا کر ہی چھوڑا۔ میر سرفراز خان کی رخصت میں صرف چھ یوم باقی تھے کہ بفضل ایزدی مسودہ مکمل ہو گیا۔

کتاب کی ابتدا میں آغاز سفر اور راہ کے واقعات سلیس زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔

"میقا تہائے احرام" کے بعد حکیم احرام باندھنے کی ترکیب بتاتے ہیں اور ساتھ ہی یہ تنبیہ کرتے ہیں کہ جدہ میں جیب کتروں سے ہوشیار رہیں۔ پھر جدہ کی زیارتوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ قلعہ سلطانی کے عقب میں اماں حواؑ کا مرقد ہے اور مرقد کی لمبائی ستر گز کے قریب ہے۔ مرقد کے درمیان ایک گنبد ہے جس کو حد ناف تصور کرتے ہیں۔ دوسری قبر مجنوں عاشق لیلیٰ کی ہے۔ اس کا اصل نام قیس ہے۔ بڑا عالم و فاضل تھا۔ لیلیٰ کے سوز عشق سے دیوانہ ہوا۔ تیسری قبر لیلیٰ کی ہے۔ یہ قبر قلعہ سلطانی کے اندر اور لب دریا واقع ہے۔

بعد ازاں آپ جدہ سے مکہ معظمہ روانگی کا ذکر کرتے ہیں اور وہاں کے آداب بھی ہیں۔ بیان کرتے ہیں اور تاریخی واقعات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں اور ان تین برجیوں کا پتہ بتاتے ہیں جہاں شیطان ظاہر ہوا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی سے منع کیا۔ اسی طرح ت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قربانی پر نہ جانے کے لیے کہا۔ ایسے ہی حکیم نے تحریر کیا ہے کہ مسجد ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک پہاڑ میں ایک غار واقع ہے، جہاں آنحضرت ﷺ قیام منیٰ میں عبادت تنہائی فرمایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ آپ ﷺ کا سر مبارک اوپر کی طرف ایک پتھر سے لگا۔ چنانچہ ہر حاجی اس غار میں جا کر دو رکعت نفل ادا کر کے اپنے سر کو اس پتھر سے ملتا ہے۔ منیٰ کے قریب چھوٹی مسجد کے متعلق "گلدستہ حکیم" میں مندرج ہے کہ ایک مرتبہ ایام حج میں آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک سورۃ نازل ہوئی۔ جس سے سب کو خوشی ہوئی اور انھوں نے دو رکعت نفل ادا کی۔ اکثر حجاج کرام اس مسجد میں دو رکعت نفل ادا کرتے ہیں۔

مکہ معظمہ کی زیارت گاہوں کے بارے میں محمد عبداللہ حکیم نے اس طرح لکھا ہے:

اول جائے تولد آنحضرت ﷺ

دوم جائے تولد حضرت علی کرم اللہ وجہ،

سوم کان حضرت ابو بکرؓ

چہارم جائے کہ یک صبح آنحضرت ﷺ برائے نماز بہ حرم میرفتند ابلیس گفت کہ جماعت شدہ است

پنجم غار جبل ثور

ششم جبل نور

پھر ان مقامات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اہل عرب کے اخلاق اور عادات کا بھی ذکر "گلدستہ حکیم" میں موجود ہے۔ ان کی لڑائی کے متعلق لکھا ہے کہ جب عرب آپس میں لڑتے ہیں تو بیچ میں ایک آکر کہتا ہے کہ صلِّ علی النبی یا شیخ۔ اس طرح کہنے سے فریقین لڑائی بند کر دیتے ہیں۔

سفر مدینہ کا ذکر اس انداز میں ہے کہ آنکھیں پڑھتے پڑھتے اشکبار ہو جاتی ہیں۔ مدینہ منورہ کی زیارت گاہوں اور مشہور مقامات کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔ بیان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حرم مدینہ منورہ جداگانہ حیثیت لیے ہوئے ہے۔ روضہ اطہر پر ایک عاشق کے متعلق تحریر کیا گیا ہے کہ وہ عشق رسول ﷺ میں بہت ہی زیادہ ڈوبا رہتا تھا اور ایک مرتبہ نظر اٹھا کر روضہ مبارک کی جانب دیکھتا پھر بے ہوش ہو جاتا۔ تین چار گھنٹہ کی بے ہوشی کے بعد ہوش آتا۔ پھر اسی طرح دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا۔ محمد عبداللہ حکیم جب تک مدینہ منورہ میں رہے، اس عاشق کو اسی حالت میں دیکھتے رہے۔ آپ نے اسے کبھی کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ روضۂ مبارک پر نظر ڈالنا ہی اس کی غذا تھی۔ آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا برصغیر کا باشندہ ہے۔ پٹواری تھے عشق رسول کریم ﷺ غالب آیا۔ ملازمت ترک کر کے مدینہ منورہ چلا آیا۔۔ یوں گلدستہ حکیم' دلپذیر واقعات سے پر ہے۔ جی چاہتا ہے کہ یہ ہر گھڑی زیر مطالعہ رہے۔

محمد عبداللہ حکیم حضرت مولانا محمد صدیق نقشبندی مستونگی (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء آپ جامع مسجد مستونگ کے ایک گوشے میں دفن ہیں) کی محبت سے خوب فیض یاب ہوئے۔ آپ نے مستونگ اور مستونگ کے علاقے کے مکینوں کی بڑی خدمت کی۔ لوگ آپ سے دینی اور دنیوی امور میں مستفیض ہوئے۔ عام لوگوں کی بھلائی کے لیے آپ نے کنواں بھی کھدوایا جو آج تک آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو اپنے مرشد کامل سے جو قلبی اور روحانی تعلق تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ کی ہر تصنیف میں حضرت محمد صدیق کا ذکر خیر ہے حضرت محمد صدیق کا مسلک نقشبندیہ سلسلہ میں میاں فقیر اللہ علوی شکارپوری سے ہوتا ہوا سید آدم بنوریؒ سے جا ملتا ہے۔

حج بیت اللہ کے دوران اخوند ملا فیض اللہ کا' جو آپ کا ہم سفر تھا' بیان ہے کہ حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد جب ہم مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تو مولانا محمد صدیق برہنہ پا سفر کرتے تھے۔ آپ نے پہلے مدینہ منورہ میں مستقل قیام کی ٹھانی۔ بعد میں یکایک رخت سفر باندھا اور واپس چلے آئے' غالباً آنحضرت ﷺ کی طرف سے مستونگ میں قیام کرنے کا اشارہ ہوا تھا۔

حضرت محمد صدیق کا قائم کردہ مدرسہ صدیقیہ آج تک علم کی روشنی بکھیر رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد عبداللہ حکیم نے رفیق راہ سالک میں آپ کے مناقب کے متعلق لکھا ہے۔

سفر حجاز درخانی (فارسی)

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی مجددی (۱۱ محرم ۱۲۹۸ھ / ۱۸۷۸ء ــــ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ / ۶ فروری ۱۹۴۴ء) شیخ البلوچستان حضرت علامہ محمد فاضل درخانی (۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء ــــ ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء) کے نواسہ تھے۔ مولانا محمد فاضل کی وفات پر مولانا محمد عبداللہ ہی آپ کے جانشین ہوئے اور ادارہ مطبوعات، مسجد اور لنگر وغیرہ کا انتظام سنبھالا۔

آپ نے عربی، فارسی اور براہوئی میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے ڈھاڈر میں دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ گرمیوں میں آپ سریاب (کوئٹہ) تشریف لاتے، کیونکہ ڈھاڈر کی گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

سریاب میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا۔ آپ فتویٰ بھی لکھ دیتے تھے۔ اپنے تبحر علمی کے باعث ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء تک سابقہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ رہے۔ آپ نے قطب عصر حضرت خواجہ محمد عمر چشموی (۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء ــــ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ایک خوشگو شاعر بھی تھے۔

مولانا محمد عبداللہ درخانی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں مکہ معظمہ، دیار رسول ﷺ اور دیگر متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر نو سال بعد ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں اپنے سفر کے واقعات کو کتابی صورت میں شائع کیا اور مقامات مقدسہ کے سلسلے میں ضروری معلومات فراہم کیں۔ اس میں حج کے جامع مسائل و آداب بھی شامل ہیں۔ گویا قاری ایک طرف مسائل حج سے واقف ہوتا ہے اور دوسری جانب وہاں کی خاص خاص جگہوں کے متعلق واقفیت حاصل کرلیتا ہے۔

آپ نے بڑے دلچسپ، رواں اور دلنشین انداز میں سفر حجاز کے واقعات کو صفحہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرطاس پر منتقل کیا ہے۔

سفر حجاز درخانی اڑتالیس صفحات پر مبنی ہے۔ اسے مصنف کے فرزند میاں عبدالباقی درخانی (المتوفی ۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء) اسٹیشن سریاب کوئٹہ نے شائع کیا تھا.

المناسک (قلمی، عربی)

اس کے مؤلف مولانا محمد عبداللہ درخانی ہیں۔ یہ چالیس اوراق پر مبنی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ آپ کے فرزند مولانا عبدالباقی درخانی کے پاس تھا۔ ان کی وفات (۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء) کے بعد اب یہ قلمی نسخہ ان کے لخت جگر اور آپ کے نبیرہ جمیل کے پاس ڈھاڈر میں ہے۔

مولانا محمد عبداللہ درخانی رحمہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تھے اور جب آپ مدینہ منورہ میں تھے تو لوگ آپ سے مسائل حج دریافت کرتے تھے۔ یہی سوالات اس کتاب کے محرک بنے.

فاضل مؤلف نے اس کتاب میں احکام حج اور مختلف مقامات، حجرِ اسود، رکن شامی، منیٰ، عرفات وغیرہ پر جو دعائیں مانگی جاتی ہیں ان کا بیان نہایت عمدہ طریقہ سے کیا ہے.

مقام افسوس ہے کہ ایسی عمدہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی اگر اس کا اردو ترجمہ اور دیگر پاکستانی زبانوں میں ترجمہ ہو کر چھپ سکے تو قابل توصیف ہوگا.

© rasailojaraid.com